

سپریم کورٹ ریوٹس۔ [2003]۔ ایس۔ یو۔ پی۔ پی۔ 2۔ ایس۔ سی۔ آر

جواہر لال نہرو ٹیکنولوجکل یونیورسٹی

بنام

شری متی سمالتھا اور دیگران

11 اگست 2003

[ایس۔ راجیندر بابا اور پی۔ وینکٹاراما ریڈی، جسٹسز]

ملازمت کا قانون:

مستقل تقرری۔ مجموعی تنخواہ پر تقرری۔ مرکزی حکومت کی اسکیم کے تحت نوڈل سینٹر میں یونیورسٹی کے ذریعے۔ مرکزی حکومت کے ذریعے نوڈل سینٹر کی فنڈنگ اور نگرانی۔ مستقل تقرری کے لیے دعویٰ۔ واحد جج اور عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کے ذریعے ریاستی حکومت کے جی او کی بنیاد پر منظور کیا گیا۔ نوڈل سینٹر کو حکومت کی ایجنسی قرار دیا گیا۔ اپیل پر کہا گیا: ریاستی حکومت کے جی او کو غلط طریقے سے لاگو کیا گیا۔ جی او کا مقصد نوڈل سینٹر میں مصروف ملازمین کا احاطہ کرنا نہیں تھا جو تمام عملی مقاصد کے لیے مرکزی حکومت کے ایک ونگ کے طور پر کام کرتا ہے۔ لہذا باقاعدگی جائز نہیں ہے۔ تاہم، مجموعی تنخواہ میں اضافے کے لیے ہدایت جاری کی گئی۔

حکومت بھارت کی سرپرستی میں نیشنل ٹیکنیکل مین پاور انفارمیشن سسٹم کے نام سے جانی جانے والی اسکیم کے تحت، اپیل کنندہ یونیورسٹی میں نوڈل سینٹر قائم کیا گیا تھا۔ اس اسکیم میں تعطیلات کے دوران نوڈل مراکز میں پوسٹ گریجویٹ انجینئرنگ کے طلباء کی تعیناتی پر غور کیا گیا۔ چونکہ طلباء دستیاب نہیں تھے، اس لیے جواب دہندہ نمبر 1 سے 4 کو اپیلنٹ یونیورسٹی کے نوڈل سینٹر میں مجموعی تنخواہ پر بھرتی کیا گیا۔ جواب دہندہ نمبر 5 کو یومیہ اجرت کی بنیاد پر اسٹینڈر۔ کم۔ سوپر مقرر کیا گیا تھا۔ بعد میں اسے مجموعی تنخواہ پر رکھا گیا۔ ان کی تقرریوں کی وقتاً فوقتاً تجدید کی جاتی تھی۔

جواب دہندگان نے عدالت عالیہ کے سامنے رٹ پٹیشن دائر کی جس میں ان کی خدمات کو باقاعدہ بنانے اور انہیں باقاعدہ تنخواہ کے پیمانے کے مطابق کرنے کی ہدایت طلب کی گئی۔ عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کی اجازت دی جس میں یونیورسٹی کو ہدایت کی گئی تھی کہ اگر وہ تین سال کی خدمت مکمل کر چکے ہیں اور اہل ہیں اور ان عہدوں کا اشتہار یونیورسٹی نے دیا ہے تو وہ اپنی خدمات کو باقاعدہ بنائیں۔ ریاستی حکومت کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ وہ اضافی آسامیاں پیدا کرنے کی یونیورسٹی کی تجویز پر حتمی فیصلہ کرے۔ نظر ثانی لینے پر، واحد جج نے ریاستی حکومت کی طرف سے جاری کردہ جی او ایم ایس نمبر 212 (فنانس اینڈ پلاننگ) پر بھروسہ کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ جی او کی وجہ سے جو یونیورسٹی کے ملازمین پر بھی لاگو ہوتا ہے، جواب دہندگان 1 سے 3 اور 5 جنہوں نے 5 سال سے زائد کی خدمت مکمل کی تھی وہ باقاعدہ ہونے کے جوابدہ تھے۔ چوتھے مدعا علیہ کے بارے میں جس نے 3 سال کی خدمت مکمل نہیں کی تھی، اس نے یونیورسٹی کو ہدایت کی کہ وہ ایک اضافی عہدے کی تخلیق کے لیے ریاستی حکومت کو تجویز بھیجے۔ عرضی اپیل میں، عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے واحد جج کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے کہا کہ انسٹی ٹیوٹ میں تمام ملازمتیں، چاہے گرانٹ ریاستی ہو یا مرکزی حکومت کی طرف سے، انسٹی ٹیوٹ میں ملازمتیں ہیں جو ریاستی حکومت کی ایک ایجنسی ہے اور اس طرح ریاستی حکومت کی ایسی ایجنسی پر لاگو ہونے والے تمام سرکاری احکامات اس پر لاگو ہوتے ہیں۔ لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: 1.1.1۔ عدالت عالیہ عرضی درخواست گزاروں کے معاملے میں جی او نمبر 212 مورخہ 22.4.1994 کا اطلاق کرنے میں غلطی کا شکار ہو گئی۔ ڈویژن بنچ کے مشاہدے کے نوڈل سینٹر ریاستی حکومت کی ایک ایجنسی ہے، ظاہر ہے کہ حقیقت پسندانہ اور قانونی بنیاد کے بغیر ہے۔ اسکیم کی شرائط اور خصوصیات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ وزارت تعلیم کی طرف سے منتخب کردہ یونیورسٹی۔ سینٹر آف ایکسی لینس، حکومت بھارت کے لیے اور اس کی طرف سے کام کرتا ہے اور نوڈل سینٹر کچھ اور نہیں بلکہ مرکزی حکومت کی عکاسی کرتا ہے جو یونیورسٹی کے میڈیا کے بذریعہ کام کر رہی ہے۔ پوری فنڈنگ مرکزی حکومت کرتی ہے اور نوڈل سینٹر وزارت تعلیم سے منسلک لیڈ سینٹر کی مجموعی نگرانی اور رہنمائی میں کام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف زمروں کے عملے کو کی جانے والی ادائیگیوں سمیت اخراجات کی تفصیلات بھی اسکیم کے ساتھ ساتھ سالانہ گرانٹ جاری کرنے کے احکامات میں بیان کی گئی ہیں۔ لہذا، عدالت عالیہ کے اس استدلال میں ایک واضح غلط فہمی ہے کہ 'انسٹی ٹیوٹ' (نوڈل سینٹر) ریاستی

حکومت کی ایک ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ ریاستی حکومت بالکل بھی منظر عام پر نہیں آتی۔ جی او کے آخری پیرا گراف کی وجہ سے ریاستی حکومت ان تنظیموں یا اداروں میں ملازمت کرنے والے عملے کو شامل کرنے کی ذمہ داری قبول نہیں کرتی ہے جن کے ساتھ اس کا کوئی انتظامی یا مالی تعلق نہیں ہے، صرف اس وجہ سے کہ ریاست کا ایک آلہ اس کے انتظام میں شامل ہے۔ ریاستی حکومت یا یونیورسٹی کو کوئی ہدایت جاری نہیں کی جانی چاہیے تھی کہ اگر ضروری ہو تو اضافی آسامیاں بنا کر جواب دہندگان 1 سے 5 کی خدمات کو باقاعدہ بنایا جائے۔ [B-408؛ D-A407]

[D]

1.2۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے کہ متعلقہ ملازمین کو انتخاب کے لیے مناسب طریقہ کار پر عمل کرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا۔ بظاہر، انہیں یونیورسٹی کے حکام نے نوڈل سینٹر میں کام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے منتخب کیا تھا۔ دوسرا، اس پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے جس میں جواب دہندگان 1 سے 4 کو انہیں تفویض کردہ کام انجام دینے کے لیے تیار کیا گیا تھا، انہیں باقاعدہ سرکاری خدام کا درجہ تسلیم کرنا مشکل ہے۔ اس اسکیم میں انجینئرنگ کے سینئر طلباء کو چھٹیوں کے دوران روزگار دینے اور ان کے ذریعے کیے گئے کام کے محتانہ کی ادائیگی کا تصور کیا گیا تھا۔ چونکہ طلباء تحقیقات کا کام شروع کرنے کے لیے تیار نہیں تھے، اس لیے یونیورسٹی کے حکام نے جواب دہندگان 1 سے 4 کو اس کام کو انجام دینے کے لیے شامل کرنے کے بارے میں سوچا جو پوسٹ گریجویٹ طلباء کے ذریعے جزوقتی بنیاد پر کیے جانے کی توقع تھی۔ جواب دہندگان 1 سے 4 کی تقرری کے بارے میں صرف انجینئرنگ کے طلباء کے لیے ان کی جگہ لینے کے بارے میں سوچا گیا تھا، جو عام طور پر اسکیم کے مطابق کام کرتے۔ ان کی خدمات کو باقاعدہ بنانے کی درخواست اس پس منظر اور حالات کے حوالے سے غلط فہمی کا شکار ہے جس میں جواب دہندگان 1 سے 4 کو مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں تک 5 ویں مدعا علیہ کا تعلق ہے، اسکیم کے تحت اٹینڈر کے کسی عہدے کی منظوری نہیں دی گئی ہے۔ تاہم، اس کی تنخواہ دفتری اخراجات کے لیے مختص فنڈز سے پوری کی جا رہی تھی۔ [D-A-409؛ H، G-408]

2.1۔ اگرچہ پانچ جواب دہندگان میں سے کسی کے سلسلے میں باقاعدگی کی درخواست کو قبول نہیں کیا جا سکتا، لیکن جواب دہندہ ملازمین کو آئین کے آرٹیکل 21 اور 14 میں درج ضمانت کے مطابق ایک منصفانہ سودا ہونا چاہیے۔ انہیں ایک ساتھ برسوں تک معمولی تنخواہ پر کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔ ان ملازمین سے کام نکالنا غیر منصفانہ اور غیر معقول ہوگا جو تقریباً اس کے آغاز سے ہی نوڈل سینٹر سے وابستہ ہیں اور انہیں محتانہ کی ادائیگی کرتے ہیں جو کسی بھی معروضی معیار کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ یونین آف انڈیا کی

متعلقہ وزارت نوڈل سینٹر میں کام کرنے والے جواب دہندگان کی تنخواہ 1 سے 4 تک بڑھانے کے لیے تیزی سے اقدامات کرے۔ مذکورہ جواب دہندگان کے ذریعے کیے گئے کام کی نوعیت اور ان کے ذریعے کیے گئے کام کے مساوی ہونے، یونیورسٹی یا مرکزی حکومت کے اداروں میں موجود دیگر عہدوں کے بارے میں تفصیلات کی عدم موجودگی میں عدالت 'مساوی کام کے لیے مساوی تنخواہ' کے اصول کی بنیاد پر کوئی ہدایت دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ تاہم، مدعا علیہ نمبر 7 یا 8 کو ہدایت دینا قرین مصلحت زائد قرین مصلحت ہے، جیسا کہ معاملہ جواب دہندگان 1 سے 4 کو ادا کی جانے والی مجموعی تنخواہ کو ان کے ذریعے کیے گئے کام کے مطابق معقول سطح تک بڑھانے زائد کم از کم اسی طرح کا کام کرنے والے اہلکاروں کو ادا کی جانے والی کم از کم تنخواہ کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری فیصلہ لینا ہو سکتا ہے۔ [A-409؛ H-D-408]

2.2۔ جہاں تک پانچویں مدعا علیہ کا تعلق ہے، اگرچہ اس حقیقت کے پیش نظر اسی طرح کی ہدایات نہیں دی جاسکتی ہیں کہ اس عہدے کو اسکیم کے تحت خاص طور پر منظور نہیں کیا گیا ہے، مرکزی حکومت دفتر کے اخراجات کی مقدار کو مناسب طریقے سے بڑھانے پر غور کر سکتی ہے تاکہ یونیورسٹی پانچویں مدعا علیہ کو زیادہ تنخواہ تقسیم کر سکے۔ [B، A-410]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1998 کی دیوانی اپیل نمبر 4094۔

1997 کے ڈبلیو اے نمبر 302 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 3.4.97 کے فیصلے اور حکم

سے۔

دی آر ریڈی، آروینگوپال، مسز ڈی بھارتی ریڈی، ایس ادیا کمار ساگر، محترمہ بینا مادھون، پرشانت، ٹی وی رتنم، محترمہ سشما سوری، ایڈوکیٹ (این پی) اور ای سی ودیا ساگر نے شرکت کی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

پی۔ وینکٹارام ریڈی، جسٹس۔ جواب دہ بھارت گان 1 سے 4 کو اس وقت کی وزارت تعلیم و ثقافت، حکومت بھارت کی سرپرستی میں نیشنل ٹیکنیکل مین پاور انفارمیشن سسٹم (این ٹی ایم آئی ایس) کے نام سے مشہور

اسکیم کے تحت اپیل کنندہ یونیورسٹی میں قائم نوڈل سینٹر میں مجموعی تنخواہ پر تفتیش کاروں کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ وہ سب گریجویٹ ہیں۔ انہیں 1985 اور 1991 کے درمیان مختلف تاریخوں پر مقرر کیا گیا تھا۔ ابتدائی طور پر ان کی تقرری 89 دنوں کے لیے تھی اور ان کی خدمات میں وقتاً فوقتاً اسی طرح کی شرائط پر توسیع کی جا رہی تھی۔ مجموعی تنخواہ میں دو بار ترمیم کی گئی تھی اور 7.3.1997 کے اثر سے وہ ایک بار تنخواہ کے طور پر 2475 روپے وصول کر رہے ہیں۔ 5 ویں مدعا علیہ کو ابتدائی طور پر یومیہ اجرت کی بنیاد پر سال 1986 میں اٹینڈر-کم-سوپر کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ بعد میں، انہیں مجموعی تنخواہ پر رکھا گیا اور ان کی تقرری کی بھی وقتاً فوقتاً تجدید کی جا رہی تھی۔ یہ کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ ان سب کا تقرری یونیورسٹی کے مجاز حکام نے کیا تھا اور انتظامی کنٹرول یونیورسٹی کے پاس ہے۔

مرکزی وزارت تعلیم کی جانب سے 9 نومبر 1983 کو جاری کردہ مراسلے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت بھارت نے 'نیشنل مین پاور انفارمیشن سسٹم' کے نام سے ایک اسکیم تیار کی تھی۔ اس کا مقصد "مسلل بنیادوں پر جدید اور با معنی افرادی قوت کی معلومات فراہم کرنا ہے تاکہ متعلقہ حکام سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں ترقی کے شعبوں کا اندازہ لگا سکیں اور اس کے نتیجے میں مناسب خطوط پر تکنیکی افرادی قوت کی ترقی کے لیے منصوبہ بندی کر سکیں۔" اس اسکیم کے تحت این ایم آئی ایس کا وزارت تعلیم سے منسلک انسٹی ٹیوٹ آف ایپلایڈ مین پاور ریسرچ میں ایک لیڈ سینٹر ہوگا اور انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کے منتخب اعلیٰ اداروں میں 17 نوڈل سینٹر ہوں گے۔ لیڈ سینٹر مختلف نوڈل مراکز کے کاموں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرے گا اور ان مراکز کے مناسب کام کاج کی نگرانی کرے گا۔ اپیل کنندہ، جے این ٹی یونیورسٹی، حیدرآباد نوڈل سینٹر کے قیام کے لیے منتخب کردہ اداروں میں سے ایک ہے۔ نوڈل مراکز بنیادی طور پر ڈیٹا اکٹھا کرنے اور ڈیٹا کی ابتدائی پروسیسنگ سے متعلق ہوں گے تاکہ اسے کمپیوٹر میں مزید پروسیسنگ کے لیے موزوں بنایا جاسکے۔ نوڈل سینٹر سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ جہاں بھی ضرورت ہو تجزیاتی کام کرے گا۔ ہر ریاست کے لیے ایک مشاورتی ادارہ تشکیل دیا گیا ہے تاکہ نوڈل مراکز کو رہنمائی اور مدد فراہم کی جاسکے۔ نوڈل سینٹر کے ادارے کے سربراہ، ریاست کے تکنیکی تعلیم کے ڈائریکٹر اور کچھ دیگر اہلکار اس کے اراکین ہیں۔ نوڈل مراکز کو عملہ-پروجیکٹ آفیسر (ریڈر)، پی ایے کمپیوٹر آپریٹر اور ریسرچ ایسوسی ایٹ (ایک ایک عہدہ) مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا تھا جس کے لیے تنخواہ کے پیمانے متعین کیے گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آسامیاں ڈیپوٹیشن پر یونیورسٹی کے اہلکاروں کو بھیج کر پر کی گئی تھیں۔ ہم یہاں اسکیم کے پیراگراف 5 کے ساتھ زائد فکر مند ہیں جو مندرجہ ذیل ہے:

"5۔ اس کے علاوہ، نوڈل مراکز چھٹیوں کے دوران سینئر کلاسوں یعنی پوسٹ گریجویٹ سطح اور پی ایچ ڈی

سطح کے طلباء کو ملازمت دے کر مناسب پروگرامنگ کے ذریعے ضروری ڈیٹا اکٹھا کرنے کے بھی حقدار ہوں گے۔ اس طرح جمع کردہ ڈیٹا کو نوڈل مراکز کے ذریعے سال بھر مسلسل بنیادوں پر پروسیس کیا جاسکتا ہے۔ ہر نوڈل مراکز سینٹر طلباء کی طرف سے ایک سال میں 55 افرادی ماہ کی امداد کا حقدار ہوگا۔ ہر طالب علم کو متعلقہ نوڈل مراکز کے ذریعے 500 روپے ماہانہ سے زیادہ کی شرح پر ادائیگی کی جائے گی۔ مجموعی طور پر ہر نوڈل مراکز سینٹر کلاسوں کے طلباء کو ملازمت دے کر ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے سالانہ 27500 روپے سے زیادہ خرچ کرنے کا حقدار ہوگا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نوڈل سینٹر کو ابتدائی طور پر ایک سال اور نو ماہ کی مدت کے لیے منظوری دی گئی تھی۔ تاہم، یہ جاری ہے۔ یہ کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ نوڈل سینٹر کو مکمل طور پر وزارت تعلیم کی طرف سے مالی اعانت فراہم کی جاتی ہے جو وقتاً فوقتاً گرانٹ جاری کرتی ہے۔ عملے کی تنخواہوں سمیت اخراجات کی مختلف اشیاء کے لیے فنڈز کی تخصیص کا خاص طور پر ریکرنگ گرانٹ جاری کرنے کے حکم میں ذکر کیا گیا ہے۔ حکومت بھارت نے گرانٹ جاری کرتے ہوئے دو مواقع پر مجموعی تنخواہ میں اضافہ کیا تھا۔ چونکہ اسکیم کے پیرا 5 میں مذکور پوسٹ گریجویٹ انجینئرنگ کے طلباء دستیاب نہیں تھے، اس لیے جواب دہندگان 1 سے 4 کو مجموعی تنخواہ پر تفتیش کاروں کے طور پر بھرتی کیا گیا۔

یونیورسٹی کے ملازمین کی طرف سے دائر ایک عرضی درخواست میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے فیصلے سے متاثر ہو کر، جنہیں عارضی طور پر مجموعی تنخواہ پر مقرر کیا گیا تھا اور جو یونیورسٹی کی خود کفیل اسکیموں میں کام کر رہے تھے، جواب دہندگان 1 سے 5 نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اے پی کی عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن کی جس میں ان کی خدمات کو باقاعدہ بنانے اور انہیں باقاعدہ تنخواہ کے پیمانے پر تفویض کرنے کے لیے رٹ یا ہدایت طلب کی گئی۔ عدالت عالیہ نے رٹ پٹیشن کی اجازت دی اور یونیورسٹی کو ہدایت دی کہ وہ عرضی درخواست گزاروں کی خدمات کو باقاعدہ بنائے اگر انہوں نے تین سال کی خدمت مکمل کر لی ہے اور وہ اہل ہیں اور عہدوں کا اشتہار یونیورسٹی کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ ریاستی حکومت کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ وہ مخصوص وقت کی حد کے اندر اضافی آسامیاں پیدا کرنے کی یونیورسٹی کی تجویز پر حتمی فیصلہ کرے۔ یونیورسٹی کی طرف سے نظر ثانی درخواست دائر کی گئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ڈویژن پنچ کا فیصلہ جس پر عدالت عالیہ کے واحد جج نے انحصار کیا تھا وہ عارضی یا ایڈ ہاک بنیاد پر کام کرنے والے یونیورسٹی کے ملازمین سے متعلق ہے جبکہ موجودہ معاملے میں عرضی درخواست گزار مکمل طور پر حکومت بھارت کی تیار کردہ اسکیم کے تحت چلتے ہیں۔ نظر ثانی میں، فاضل جج نے حکومت آندھرا پردیش کی طرف سے جاری کردہ جی او ایم ایس نمبر 212 (فنانس اینڈ پلاننگ) پر اپنی توجہ مرکوز کی اور فیصلہ دیا کہ مذکورہ جی او کی وجہ

سے جو یونیورسٹی کے ملازمین کے ساتھ ساتھ رٹ درخواست جوابدہ نمبر 1 سے 3 اور 5 پر لاگو ہوتا ہے، جنہوں نے جی او میں مذکور اہم تاریخ کو پانچ سال سے زائد کی خدمت مکمل کی ہے، انہیں باقاعدہ بنایا جاسکتا ہے۔ چوتھے عرضی درخواست گزار کے حوالے سے، جس نے 25.11.1993 کے ذریعے تین سال کی خدمت مکمل نہیں کی، تعلیم یافتہ جج نے یونیورسٹی کو ہدایت کی کہ وہ ایک اضافی عہدے کی تخلیق کے لیے ریاستی حکومت کو تجویز بھیجے اور حکومت کو تجویز موصول ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر فیصلہ لینا چاہیے۔ عدالت عالیہ نے مزید مشاہدہ کیا کہ اس عہدے کی منظوری کے بعد، یونیورسٹی درخواست گزار نمبر 4 کو مقرر کر کے اس خالی جگہ کا اشتہار دے گی اور اسے پر کرے گی اگر وہ دوسری صورت میں اہل ہے۔ نظر ثانی کی درخواست کو اسی کے مطابق نمٹا دیا گیا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عدالت عالیہ نے یونیورسٹی کی اس دلیل کو قبول نہیں کیا کہ عرضی درخواست گزار یونیورسٹی کے ملازم نہیں ہیں جنہیں جی او ایم ایس نمبر 212 کا فائدہ دیا جاسکتا ہے۔ نظر ثانی میں فاضل واحد جج کے حکم کے خلاف، یونیورسٹی نے تحریری اپیل دائر کی جسے ڈویژن بینچ نے 3.4.1997 پر فاضل واحد جج کے حکم کی توثیق کرتے ہوئے مسترد کر دیا۔ ڈویژن بینچ نے مشاہدہ کیا کہ "انسٹی ٹیوٹ میں تمام ملازمتیں، چاہے اس عہدے کے لیے گرانٹ ریاستی حکومت کی طرف سے ہو یا مرکزی حکومت کی طرف سے، انسٹی ٹیوٹ میں ملازمتیں ہیں جو ریاست آندھرا پردیش کی حکومت کی ایک ایجنسی ہے اور اس طرح تمام سرکاری احکامات جو ریاست کی حکومت کی ایسی ایجنسی پر لاگو ہوتے ہیں، اس پر لاگو ہوتے ہیں"۔ یونیورسٹی کی اپیل پر، اس عدالت نے عدالت عالیہ کے فیصلے پر عمل درآمد روک دیا۔

ہمارا خیال ہے کہ عدالت عالیہ عرضی درخواست گزاروں کے معاملے میں جی او نمبر 212 مورخہ 22.4.1994 کا اطلاق کرنے میں غلطی کا شکار ہو گئی۔ ڈویژن بینچ کے مشاہدے کے نوڈل سینٹر ریاستی حکومت کی ایک ایجنسی ہے، ظاہر ہے کہ حقیقت پسندانہ اور قانونی بنیاد کے بغیر ہے۔ اسکیم کی شرائط اور خصوصیات واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ یونیورسٹی وزارت تعلیم کی طرف سے منتخب کردہ ایک سینٹر آف ایکسی لینس ہے، جو حکومت بھارت کے لیے اور اس کی طرف سے کام کرتی ہے اور نوڈل سینٹر کچھ اور نہیں بلکہ مرکزی حکومت کی عکاسی ہے جو یونیورسٹی کے میڈیا کے بذریعے کام کر رہی ہے۔ پوری فنڈنگ مرکزی حکومت کرتی ہے اور نوڈل سینٹر وزارت تعلیم سے منسلک لیڈ سینٹر کی مجموعی نگرانی اور رہنمائی میں کام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف زمروں کے عملے کو کی جانے والی ادائیگیوں سمیت اخراجات کی تفصیلات بھی اسکیم کے ساتھ ساتھ سالانہ گرانٹ جاری کرنے کے احکامات میں بیان کی گئی ہیں۔ لہذا، عدالت عالیہ کے اس استدلال میں ایک واضح غلط فہمی ہے کہ 'انسٹی ٹیوٹ' (نوڈل سینٹر) ریاستی حکومت کی ایک ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ ریاستی حکومت بالکل بھی منظر عام پر نہیں آتی۔

ہمارے خیال میں، حکومت بھارت کے زیر اہتمام قائم کردہ خصوصی نوڈل سنٹر کے لیے یونیورسٹی کی طرف سے مقرر کردہ عارضی عملے پر جی او نمبر 212 کا اطلاق کرنا مکمل طور پر نامناسب ہوگا۔ جی او ایم ایس نمبر 212 کا مقصد نوڈل سینٹر میں مصروف رٹ درخواست گزاروں جیسے ملازمین کا احاطہ کرنا نہیں ہے جو تمام عملی مقاصد کے لیے مرکزی حکومت کے ایک ونگ کے طور پر کام کرتا ہے۔ ایک لحاظ سے عرضی درخواست گزاروں کو یونیورسٹی کا ملازم سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ انہیں یونیورسٹی نے تادیبی کیا تھا اور تادیبی کنٹرول یونیورسٹی کے پاس ہوتا ہے۔ ایک اور لحاظ سے، وہ مرکزی حکومت کے محافظ ہیں۔ جی او 212 کو اس کی مدت اور مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے سمجھنا اور اس کا اطلاق کرنا ہوگا۔ جی او، بلاشبہ، یومیہ اجرت یا مجموعی تنخواہ پر مقرر کردہ افراد کی خدمات کو باقاعدہ بنانے کا تصور کرتا ہے جو اس میں طے شدہ شرائط کو پورا کرتے ہیں۔ لیکن، اس کا مقصد ریاستی حکومت کے زیر انتظام یا زیر انتظام ریاستی حکومت کے محکموں/اداروں یا اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کے زمروں کا احاطہ کرنا ہے اور جن کے سلسلے میں ریاستی حکومت یا ایسے اداروں کو باقاعدگی کی وجہ سے مالی بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جی او نمبر 212 کا آخری پیرا اس کے مقصد اور ارادے کا واضح اشارہ دیتا ہے۔ مذکورہ پیرا گراف مندرجہ ذیل ہے:

"سیکرٹریٹ کے تمام محکموں/محکموں کے سربراہوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ اسکیم کے مطابق این ایم آر ایس/یومیہ اجرت والے ملازمین وغیرہ کی خدمات کے جذب/باقاعدگی کے معاملات پر کارروائی کریں اور اس طرح کے باقاعدگی یا جذب کے لیے احکامات جاری کرنے سے پہلے محکمہ خزانہ اور منصوبہ بندی (پی ڈبلیو پی سی III) میں حکومت کی منظوری حاصل کریں۔"

کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس توضیح بنا پر ریاستی حکومت ان تنظیموں یا اداروں میں کام کرنے والے عملے کو شامل کرنے کی ذمہ داری قبول کرتی ہے جن کے ساتھ اس کا کوئی انتظامی یا مالی تعلق نہیں ہے، صرف اس وجہ سے کہ ریاست کا ایک آلہ اس کے انتظام میں شامل ہے، وہ بھی محدود معنوں میں؟ جواب صرف منفی میں ہو سکتا ہے۔ جب ریاستی حکومت یا اس کے آلات نے اپنے طور پر عہدے نہیں بنائے ہیں اور مالی بوجھ کا کوئی حصہ برداشت نہیں کرتے ہیں، تو باقاعدگی یا جذب کرنے کے مقصد سے حکومت کے محکمہ خزانہ اور منصوبہ بندی سے منظوری حاصل کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ کسی بھی زاویے سے دیکھا جائے تو جی او 212 نوڈل سینٹر میں کام کرنے والوں کے لیے مکمل طور پر غیر موزوں ہوگا جسے مرکزی حکومت نے بنایا اور پروان چڑھایا ہے۔ مرکزی حکومت کی منظوری کے بغیر عملے کے نمونے یا اس میں کام کرنے والے عملے کے مالی فوائد منضبط کرنا کرنا ریاستی حکومت یا یہاں تک کہ یونیورسٹی

کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ لہذا ریاستی حکومت یا یونیورسٹی کو کوئی ہدایت جاری نہیں کی جانی چاہیے تھی کہ اگر ضروری ہو تو اضافی آسامیاں بنا کر جواب دہندگان 1 سے 5 کی خدمات کو باقاعدہ بنایا جائے۔

اگلا سوال یہ ہے کہ کیا مرکزی حکومت یعنی جواب دہندگان 7 اور 8 کو ہدایت دی جانی چاہیے کہ وہ نوڈل سینٹر میں مناسب تنخواہ کے پیمانے کے ساتھ عہدے بنانے کے لیے اقدامات کرے تاکہ جواب دہندگان 1 سے 5 کو ان کی دیرینہ خدمت کی وجہ سے باقاعدگی سے شامل کیا جاسکے۔ مدعا علیہ ملازمین کے ماہر وکیل نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ نوڈل سینٹر، اگرچہ ایک عارضی اسکیم کے طور پر تصور کیا گیا ہے، لیکن اب تک تقریباً دو دہائیوں سے قائم ہے اور موجودہ دور میں اس کی مطابقت ختم نہیں ہوئی ہے اور اس کے تحلیل ہونے کا امکان دور دراز ہے۔ اس لیے فاضل وکیل کا موقف ہے کہ متعلقہ جواب دہندگان کو ان کی طویل تسلی بخش خدمت کے اعتراف میں باقاعدگی سے شامل کرنے کا ہر جواز موجود ہے۔ تعلیم یافتہ وکیل مزید دعویٰ کرتا ہے کہ انہیں مجموعی تنخواہ پر ملازمت دینے کا ایڈ ہاک انتظام ہمیشہ کے لیے نہیں چلنا چاہیے۔ تعلیم یافتہ وکیل کو ایک سے زائد وجوہات کی بنا پر برقرار نہیں رکھا جاسکتا اور ہمیں باقاعدگی کی راحت دینے کے لیے کوئی درست بنیاد نہیں ملتی ہے۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے کہ متعلقہ ملازمین کو انتخاب کے لیے مناسب طریقہ کار پر عمل کرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا۔ بظاہر، انہیں یونیورسٹی کے حکام نے نوڈل سینٹر میں کام کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے منتخب کیا تھا۔ دوسرا، اس پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے جس میں جواب دہندگان 1 سے 4 کو انہیں تفویض کردہ کام انجام دینے کے لیے تیار کیا گیا تھا، انہیں باقاعدہ سرکاری خدام کا درجہ تسلیم کرنا مشکل ہے۔ جیسا کہ پہلے دیکھا گیا ہے، اس اسکیم میں انجینئرنگ کے سینئر طلباء کو چھٹیوں کے دوران ملازمت دینے اور ان کے ذریعے کیے گئے کام کے مختانہ کی ادائیگی کا تصور کیا گیا تھا۔ چونکہ طلباء تحقیقات کا کام شروع کرنے کے لیے تیار نہیں تھے جیسا کہ عدالت عالیہ میں دائر جوابی حلف نامے میں کہا گیا ہے، یونیورسٹی کے حکام نے جواب دہندگان 1 سے 4 کو اس کام کو انجام دینے کے لیے شامل کرنے کے بارے میں سوچا جو پوسٹ گریجویٹ طلباء کے ذریعے جزوقتی بنیاد پر متوقع تھا۔ جواب دہندگان 1 سے 4 کی تقرری کے بارے میں صرف انجینئرنگ کے طلباء کے لیے ان کی جگہ لینے کے بارے میں سوچا گیا تھا، جو عام طور پر اسکیم کے مطابق کام کرتے۔ ان کی خدمات کو باقاعدہ بنانے کی درخواست اس پس منظر اور حالات کے حوالے سے غلط فہمی کا شکار ہے جس میں جواب دہندگان 1 سے 4 کو مقرر کیا گیا تھا۔ جہاں تک 5 ویں جواب دہندہ کا تعلق ہے، صورتحال اب بھی بدتر ہے۔ اسکیم کے تحت ایڈمنڈر کا کوئی عہدہ منظور نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم، جیسا کہ عدالت عالیہ میں دائر جوابی حلف نامے میں دیکھا گیا ہے، اس کی تنخواہ دفتری اخراجات کے لیے مختص فنڈز سے پوری کی جا رہی تھی۔

اگرچہ پانچ جواب دہندگان میں سے کسی کے سلسلے میں باقاعدگی کی درخواست کو قبول نہیں کیا جاسکتا، لیکن جواب دہندہ ملازمین کو آئین کے آرٹیکل 21 اور 14 میں درج ضمانت کے مطابق ایک منصفانہ سودا ہونا چاہیے۔ انہیں ایک ساتھ برسوں تک معمولی تنخواہ پر کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔ ان ملازمین سے کام نکالنا غیر منصفانہ اور غیر معقول ہوگا جو تقریباً اس کے آغاز سے ہی نوڈل سینٹر سے وابستہ ہیں اور انہیں مختانہ کی ادائیگی کرتے ہیں جو کسی بھی معروضی معیار کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ مرکزی حکومت نے خود ہی مجموعی تنخواہ پر نظر ثانی کی ضرورت کو صحیح طور پر محسوس کیا ہے اور اسی کے مطابق دو مواقع پر اس اکاؤنٹ پر گرانٹ میں اضافہ کیا ہے۔ یہ ترمیم چھ سال سے زائد پہلے کی گئی تھی۔ اب وقت آگیا ہے کہ ایک اور نظر ثانی کی جائے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ یونین آف بھارت کی متعلقہ وزارت تفتیش کاروں یعنی حیدرآباد میں نوڈل سینٹر میں کام کرنے والے جواب دہندگان 1 سے 4 کی تنخواہ بڑھانے کے لیے تیزی سے اقدامات کرے۔ مذکورہ جواب دہندگان کے ذریعے کیے گئے کام کی نوعیت اور ان کے ذریعے کیے گئے کام کے یونیورسٹی یا مرکزی حکومت کے اداروں میں موجود دیگر عہدوں کے مساوی ہونے کے حوالے سے تفصیلات کی عدم موجودگی میں، ہم 'مساوی کام کے لیے مساوی تنخواہ' کے اصول کی بنیاد پر کوئی ہدایت دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ تاہم، ہم جواب دہندہ نمبر 7 یا 8، جیسا بھی معاملہ ہو، کو ہدایت دینا منصفانہ زائد ترین مصلحت سمجھتے ہیں کہ وہ جواب دہندگان 1 سے 4 کو ادا کی جانے والی مجموعی تنخواہ کو ان کے ذریعے کیے گئے کام کے مطابق معقول سطح تک بڑھانے زائد کم از کم اسی طرح کا کام کرنے والے اہلکاروں کو ادا کی جانے والی کم از کم تنخواہ کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری فیصلہ لیں۔ جہاں تک 5 ویں جواب دہندہ کا تعلق ہے، اگرچہ ہم اس حقیقت کے پیش نظر اسی طرح کی ہدایات دینے سے گریز کرتے ہیں کہ اس عہدے کو اسکیم کے تحت خاص طور پر منظور نہیں کیا گیا ہے، ہم یہ مشاہدہ کرنا چاہیں گے کہ مرکزی حکومت مناسب طریقے سے دفتری اخراجات کی مقدار بڑھانے پر غور کر سکتی ہے تاکہ یونیورسٹی 5 ویں مدعا علیہ کو زیادہ تنخواہ تقسیم کر سکے۔

نتیجے میں، ہم عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور اپیل کی اجازت دیتے ہیں تاہم اس فیصلے میں دی گئی ہدایات اور مشاہدات کے تابع ہیں۔ کوئی اخراجات نہیں۔

کے کے ٹی

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔